ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

بشریٰ رحمان کے افسانوں کا تنقیدی جائزہ: ممتا، امڑی اور بددعا

Critical Review of short stories of Bushra Rehman: Mumta, Amri and Baddua

نازیہ کوثر

پی ایچ ڈی ریسرچ اسکالر (فارسی)، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

gulelala789@gmail.com

ڈاکٹر محمد فیاض

اسسٹنٹ پروفیسر فارسی، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

gondal_numl@yahoo.com

Abstract:

Bushra Rehman a distinguished Pakistani writer, politician novelist, well known fiction writer, Columnist member of the punjab Assembly and Presidential award holder (Sitara E Imtiaz) is a totally Unique fiction writer. Her works inspire readers and Viewers. She is a writer of Unique nature and a keen observer of women's psychology also. She writes very simply and straight forwardly. She is an active participant for contributing the advancement of women's rights and social issues The relevant article shows about critical Review of her some short stories.

Keywords: Bushra Rehmen, distinguished, fictions inspire

بشریٰ رحمان عصر حاضر کی ایک ممتاز پاکستانی مصنفہ، کالم نگار، سفر نامہ نویس، رکن پنجاب اسمبلی اور صدارتی اعزاز (ستارہ امتیاز) کی حامل شخصیت ہیں۔ وہ اگرچہ آزاد خیال خاتون تھیں مگر اس کے باوجود انھوں نے معاشرتی مسائل اور خواتین کے حقوق پر خصوصی طور پر اپنی آواز بلند کی۔ ان کی تحریریں انسانیت اور خواتین کی آزادی کے حوالے سے گہری بصیرت رکھتی ہیں جو پاکستان میں خواتین کے حقوق کے لیے ایک اہم آواز سمجھی جاتی تھیں۔ ان کی تحریریں اور خیالات آج بھی بہت سے لوگوں کے لیے تحریک کا باعث ہیں جہاں جہاں اردو ادب کی بستیاں دکھائی دیتی ہیں وہاں بشریٰ کا نام، ان کا تخلیقی کام اور شہرت نظر آتی ہے۔

معروف افسانہ نگار بشریٰ رحمان ۲۹ اگست، ۱۹۴۴ء کو پنجاب کے شہر بہاولپور میں پیدا ہوئیں۔ ان کا گھرانہ ایک علمی اور ادبی گھرانہ تھا۔ کم عمری سے ہی بشریٰ کو افسانہ نگاری میں خصوصی لگاؤ تھا اور اس حوالے سے وہ خود لکھتی ہیں:

> ”میں نے پہلا افسانہ اس وقت لکھا جب میں آٹھویں جماعت میں تھی، باوجود اباجی کی حوصلہ افزائی کے میں شرم کے مارے انہیں دکھا نہ سکی“۔ (۱)

آپ کی تصانیف کی تعداد تقریباً اٹھائیس ہے جن میں ناول، سفر نامے، افسانے اور ناولٹ وغیرہ شامل ہیں۔

بشریٰ نے اپنی تصانیف میں اردو ادب کو جدید دور کے تقاضوں کے مطابق ڈھالنے کی بھرپور کوشش کی اس لیے ان کی تحریریں انسانیت کی فلاح اور بہتر معاشرتی نظام کی اہمیت پر زور دیتی ہیں۔

حسن عباسی بشریٰ رحمان کے بارے لکھتے ہیں:

> ”بشریٰ رحمان کردار و گفتار کی غازیہ ہیں۔ انہوں نے اردو ادب کی بہت سی اصناف کو گھر کی چیزوں کی طرح سنوارا اور نکھارا ہے۔ گھریلو زندگی ہو یا ادبی دنیا وہ دونوں میں سرخرو ہوئی ہیں وہ زندگی کا گہرا شعور اور ادراک رکھتی ہیں۔“ (۲)

بشریٰ رحمان کے افسانوں کے متنوع موضوعات ہیں۔ وہ اپنے افسانوں میں خواتین کے مسائل کی نشاندہی کرنے کے علاوہ خواتین کی تربیت پر بھی زور دیتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔

ڈاکٹر اسلم انصاری بشریٰ کے بارے لکھتے ہیں:

"بشریٰ رحمان کی تحریروں میں روانی ہے، بیان کی پختگی ہے، بے جا حاشیہ آرائی اور لفاظی نہیں۔ زبان جس طرح معاشرے میں بولی جارہی ہے وہ بہت حد تک اس کے پیرائے اختیار کرتی ہیں۔ اس کے باوجود ان کے بیانیہ میں جا بجا ندرت خیال اور معنی آفرینی کے موتی چمک جاتے ہیں۔" (۳)

جامعہ پنجاب سے بشریٰ رحمان نے ایم اے صحافت کی ڈگری حاصل کی اور سیاسی سفر کا آغاز ۱۹۸۳ میں کیا اور نتیجتاً آپ ۱۹۸۸ء میں پنجاب اسمبلی کی رکن بنیں۔ آپ کے ادبی شوق کی وجہ سے آپ نے بہت سے ناول اور افسانے لکھے جو پاکستان ٹیلی ویژن میں بھی بہت مقبول ہوئے۔

بشریٰ کے افسانے، افسانہ نگاری کی روایت پر پورا اترتے ہیں اور افسانہ نگاروں کی روایت میں ایک خوبصورت اضافہ ہیں۔ بشریٰ اپنی کتاب "قلم کہانیاں میں افسانوں کے متعلق خود کہتی ہیں:

" ہر افسانہ اپنے دور اور اپنے حالات کا نقیب ہوتا ہے اور قاری کے ذہن کی دنیا اتنی زرخیز ہوتی ہے کہ وہ افسانے کا زمانہ تلاش کر لیتا ہے۔" (۴)

تنقیدی جائزہ کے پیش نظر افسانے، "ممتا"، "امڑی" اور "بددعا" بشریٰ رحمان کی کتاب بہشت سے لیے گئے ہیں جو دو ناولٹ اور تین افسانوں پر مشتمل کتاب ہے۔

بہشت کا افسانہ "ممتا" میں ماں اور بیٹے کی بے تحاشا محبت دکھائی گئی ہے۔ یہ افسانہ ممتا کے جذبات سے سرشار افسانہ ہے جس میں "فضیل" نامی لڑکا اگرچہ اپنی ماں سے بے تحاشا پیار کرتا ہے اور وہ اپنی ماں کا اکلوتا اور لاڈلا بیٹا ہوتا ہے مگر جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے وہ "اجلی" نامی لڑکی سے عشق کر بیٹھتا ہے اور "اجلی" سے شادی کے لیے اپنی ماں سے اصرار کرتا ہے۔ "فضیل" کی ماں ممتا کی محبت میں پہلے اس رشتے کے لیے آمادہ ہو جاتی ہے مگر پھر وہ انکار کر دیتی ہے اور اس بات پر فضیل اپنی ماں سے ناراض ہو جاتا ہے۔ اور گھر چھوڑنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

فضیل کی ماں اپنے بیٹے کا پتہ معلوم کر لیتی ہے اور اپنے بیٹے کو خط بھیجتی ہے۔ " شبیر" نامی شخص فضیل کو ماں کی نازک حالت کے بارے میں آگاہ کرتا ہے اور اپنے پیسوں سے فضیل کے لیے پاکستان کا ٹکٹ خریدتا ہے اور یوں فضیل پانچ سالوں کے بعد اپنی ماں سے ملتا ہے۔ اجلی کی شادی اس دوران اپنے کزن سلیمان سے ہو جاتی ہے جس کو وہ سخت ناپسند کرتی ہے مگر سلمان اجلی کی ماں کو بہت محبوب ہوتا ہے، اور شادی کے کچھ عرصہ بعد سلیمان کی موت ایک حادثے کے باعث ہو جاتی ہے۔ پانچ سالوں بعد فضیل جب اپنی ماں سے ملتا ہے تو فضیل کی ماں اپنے تکیے کے نیچے سے اخبار کا ایک ٹکڑا اپنے بیٹے کو پکڑاتی ہے جس میں وہ سلیمان کی موت کے حادثے کی خبر دیکھتا ہے۔

فضیل کی ماں کی حالت انتہائی نازک ہوتی ہے اور وہ اپنے بیٹے سے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے کہتی ہے:

"ماں باپ کبھی اپنا دل چیر کر اولاد کو نہیں دکھا سکتے اس لیے اولاد کو کبھی یہ علم نہیں ہو سکتا کہ وہ اس کے بارے میں کیا سوچ رہے ہیں؟" (۵)

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

فضیل غصہ سے آگ بگولہ ہوتا ہوا دکھائی دیتا ہے کیونکہ یہی جملہ اس کی ماں نے پانچ سال پہلے کہا تھا۔اس کی ماں اسے بتاتی ہے کہ ”اجلی“یعنی اجالا اس کی ماں کو بھی بہت پسند تھی مگر اس رشتے سے انکاری کا سبب صرف اجالا کی پیشانی پر ایک نشان تھا اور یہ نشان ایسی عورتوں کی پیشانی پر ہوتا ہے جو جوانی میں بیوہ ہو جاتی ہیں۔

فضیل کی ماں خود ایک بیوہ عورت ہے اس لیے مزید گھبرا جاتی ہے اور وہ اپنے بیٹے کو بتاتی ہے کہ جس بیٹے کو اس نے چاند تاروں کی طرح پالا ہو وہ اس کے لیے ایسی بہو کا انتخاب کر سکتی ہے۔

دیکھا جائے تو فضیل کی ماں کا اندازہ صحیح نکلتا ہے کہ اجالا بیوہ ہو جاتی ہے اور اس کی دو بیٹیاں بھی ہوتی ہیں اور آخر میں سوتے وقت فضیل کی ماں اپنے بیٹے سے اجالا سے شادی کرنے کا کہتی ہے اور اس کی بیٹیوں کو اپنانے کا کہتی ہے کہ فضیل اجالا کی بیٹیوں کو باپ کی شفقت کا سایہ دے اور آخر میں فضیل کو اس وقت شدید احساس ہوتا ہے جب اس کی ماں اس دنیا کو چھوڑ کر چلی جاتی ہے اور اس وقت سوائے پچھتاوے کے مزید کچھ باقی نہیں بچتا۔

تنقیدی حوالے سے اس افسانہ کا جائزہ لیا جائے تو بشریٰ رحمان کا یہ افسانہ انتہائی حساس موضوع پر مشتمل ہے جس میں ماں کی محبت اور اس کی بے لوث قربانیوں کو نمایاں طور پر بیان کیا گیا ہے۔ماں کی بے لوث محبت کا اندازہ اس جملہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ :

” بیٹا کوئی ماں خود غرض نہیں ہوتی۔ہر ماں کی ذاتی غرض اس کا بچہ ہوتا ہے۔بچے کے آگے پوری کائنات ہیچ ہے۔“(٦)

"ممتا"کا مرکزی موضوع ماں کی محبت ہے جو لازوال جذبہ ہے۔بشریٰ نے اس افسانہ میں ماں کی محبت کے جذبے کی گہرائی کی پیچیدگی کو انتہائی خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے جو قاری کو ایک گہری سوچ میں مبتلا کر دیتا ہے۔اور قاری کے دل میں ماں کی محبت کے جذبے کو جاگزیں کرتا ہے۔

معاشرتی، معاشی یا کسی بھی مسئلے کے باوجود ماں ہمیشہ اپنے بچوں کے لیے اپنی محبت کا اظہار کرتی ہے۔اس افسانہ میں بھی ماں کی قربانیوں کا عکس نمایاں طور پر دکھائی دیتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

افسانے کی زبان سادہ اور دل کو موہ لینے والی ہے اور افسانہ کا اسلوب بے تکلف، تصنع سے پاک اور براہ راست ہے جو موضوعات کو سنجیدگی سے بیان کرتا ہے۔ممتا افسانہ میں ماں اور بچے کے درمیان تعلقات کی پیچیدگی دکھائی گئی ہے اور ماں کی محبت کی شدت کو مختلف زاویوں سے دیکھا یا گیا ہے۔اس افسانہ میں نہ صرف ماں کی محبت کو بیان کیا گیا ہے بلکہ اس کے ذریعے بشریٰ نے انسانی جذباتی پیچیدگیوں اور سماج کی ذمہ داریوں کو بھی بیان کیا ہے "ممتا" میں عورت کے اندر کی عظمت اور قربانیوں کو خوبصورت انداز میں سراہا گیا ہے اور ماں کے روپ میں اس بات کو نمایاں طور پر بیان کیا گیا ہے کہ مشکلات کے باوجود عورت اپنے بچوں سے بے تحاشا محبت کرتی ہے اور قربانیاں دینے کے لیے تیار رہتی ہے۔مثال پیش خدمت ہے:

” چاند، بیٹے، ماں عجیب قسم کی مخلوق ہوتی ہے۔اولاد کے لیے اللہ سے بھی الجھ پڑتی ہے۔میں بھی اللہ سے مسلسل لڑتی رہی ہوں۔میں نے اللہ سے مہلت مانگی تھی کہ وہ مجھے صفائی کا موقع دے مجھے تمہاری اس بے معنی خفگی کا بھی گلہ نہیں اور نہ تمہاری سرد مہری کا شکوہ ہے۔والدین اور اولاد میں یہی فرق ہوتا ہے۔یہ خوشی ضرور ہے کہ جانے سے پہلے اللہ نے مجھے صفائی کا موقع دے دیا۔“(٧)

یہ افسانہ ماں کے جذبات اور اس کی ممتا کی حقیقت کو بیان کرتا ہے۔افسانہ کی زبان میں جذباتی شدت اور نفسیاتی گہرائی دکھائی گئی ہے جس سے قاری بے تحاشا متاثر ہوتا ہے۔دیکھا جائے تو بشری رحمان نے اس افسانے میں ماں کی اندرونی کشمکش اور جذبات کی پیچیدگی کو اس قدر دلکش انداز میں پیش کیا ہے کہ قاری گہرائی کے سمندر میں ڈوب جاتا ہے۔جس میں وہ ماں کی شدید محبت کو محسوس کرتا ہے۔یہ افسانہ ماں کی عظمت کو اجاگر کرتا ہے۔

بہشت کا افسانہ '' امڑی''ایک عورت جو کہ بیٹی کے روپ میں دکھائی گئی ہے اپنی ماں سے بے تحاشہ محبت کرتی ہے،کے بارے میں ہے جو اپنی ماں کے اس دنیا سے چلے جانے پر شدید غم میں مبتلا دکھائی دیتی ہے اور اپنی ماں سے اس وقت باتیں کرتے ہوئے دکھائی دیتی ہے جب اس کی ماں کی میت اس کے گھر پڑی ہوتی ہے۔وہ شدید غم میں دکھ میں مبتلا دکھائی دیتی ہے۔

ماں اور بیٹی کے حسین رشتہ کو اس افسانہ میں دکھایا گیا ہے اور یہاں بیٹی ماں کے مرنے پر اپنے دونوں بھائیوں کا شدید انتظار کرتے ہوئے دکھائی دی گئی ہے۔وہ اپنی ماں کی میت کے پاس ماں سے باتیں کرتے ہوئے یہاں دکھائی دیتی ہے ماں سے جبکہ وہ اس دنیا سے رخصت ہو چکی ہے ہم کلام ہونے کا انداز ان جملوں میں نمایاں ہے:

''تو تو عورت ہے بتا جب ماں کی لاش بیٹی کے گھر پڑی ہو اور ماں کے بیٹوں کو علم بھی نہ ہو کہ ان کو خون جگر پلانے والی چلی جا رہی ہے تو کیا جذبات ہوتے ہیں؟ماں کے۔''(۸)

اس افسانہ میں ''امڑی'' جو کہ بیٹی کے روپ میں دکھائی گئی ہے اپنی ماں سے معافی مانگتے ہوئے دکھائی گئی ہے کہ وہ ڈھنگ سے اپنی ماں کا سوگ بھی نہیں منا سکی۔اسے اس دنیا سے شکوہ ہوتا ہے جو اسے سلیقے سے ماں کا سوگ بھی نہ منانے دے سکی۔

بیٹی اپنی ماں کے ساتھ مخاطب ہوتے ہوئے دکھائی دیتی ہے اور اسے یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ اسطرح بیٹھی ہے جیسے اسے کسی ماں نے نہ جنا ہو۔بیٹی کے لئے ماں کا وجود کسی نعمت سے کم نہیں تھا۔بیٹی ماں کی محبت میں اسطرح باتیں کرتے ہوئے اس طرح دکھائی گئی ہے گویا کہ جیسے اس کی ماں زندہ ہو مگر حقیقت اس کے برعکس ہے کیونکہ اس کی ماں اس دنیا سے رخصت ہو چکی ہوتی ہے۔

اپنی ماں کے حوالے سے بیٹی اپنے آپ سے مخاطب ہوتے ہوئے اور اپنی ماں سے بے تحاشہ باتیں کرتے ہوئے اسطرح دکھائی گئی ہے جیسے ماں زندہ ہو مگر درحقیقت یہ باتیں ماں کے مرنے کے بعد ماں کی میت کے سامنے کی جا رہی ہوتی ہیں۔بیٹی کو معلوم ہوتا ہے۔کہ ماں چند دن کی مہمان ہے کیونکہ ڈاکٹرز کا کہنا تھا کہ کینسر کے باعث والدہ صرف چند دن کی مہمان ہے مگر اس کے باوجود بیٹی اپنی ماں سے بے تحاشا محبت کرتی ہے اور اپنی ماں کی بھرپور طریقے سے خدمت کرتی ہے مگر ماں دنیائے فانی سے کوچ کر جاتی ہے بیٹی کی محبت ان الفاظ سے بے تحاشا معلوم ہوتی ہے:

'' ماں میرے سوا کوئی نہیں رو رہا تھا۔یہ ماں بیٹی کا رشتہ بھی عجیب ہوتا ہے۔'' (۹)

افسانہ ''امڑی'' بشری کا ایک مختصر افسانہ ہے جو انسانی جذبات،نفسیاتی پیچیدگیوں اور معاشرے کی حقیقت کو بیان کرتا ہے۔اس افسانہ کی کہانی امڑی کی زندگی کے اہم لمحوں اور اس کے ذاتی تجربات پر مرکوز ہے۔امڑی خود کو ایک محدود زندگی میں قید محسوس کرتی ہے۔بشری نے اس افسانے کے ذریعے عورت کے اندرونی جذبات،اس کی قربانی اور آزادی کی خواہش کو احسن طریقے سے بیان کیا ہے۔

دیکھا جائے تو یہ افسانہ عورت کی فطری خواہشات اور معاشرتی توقعات کے درمیان کے تعلقات کو نمایاں کرتا ہے۔یہ ایک دل گداز افسانہ ہے۔انسانیت کی پیچیدگیوں کے ساتھ ساتھ انسانوں کے اندر کے تضادات کو واضح طور پر بیان کرتا ہے۔امڑی کے اندر کی بے چینی اور اس کے

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

وجود کی شناخت کی تلاش اس کو منفرد اور الگ نوعیت کا حامل انسان بناتی ہے۔ یہ افسانہ سادہ مگر اثر انگیز ہے۔ جملوں کی ساخت کو مختصر رکھا گیا ہے جس سے قاری دلچسپی کو برقرار رکھتے ہوئے اکتاہٹ کا شکار نہیں ہوتا۔

مختصر مثال ملاحظہ فرمائیے:

"تیرے وارث کہاں تھے ماں؟"(۱۰)

یہ افسانہ خواتین کی حالت زار اور ان کے لیے معاشرتی تبدیلی کی ضرورت پر بہت زور دیتا ہے۔امڑی کا کردار ایک علامت ہے۔ جو اپنی شناخت کے لیے جدوجہد کا استعارہ بنتی ہے۔افسانہ میں امڑی کا شوہر ایک روایتی اور اپنی دنیا میں مگن شخص دکھایا گیا ہے جو امڑی کے احساسات اور خواہشات کو سمجھنے میں ناکام رہتا ہے۔افسانہ میں " امڑی" کا شوہر اور اس کی ساس امڑی کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ یہ افسانہ عورت کی شخصیت کی گہرائیوں کو کھوجتا ہے اور پیچیدگیوں کو سامنے لاتا ہے۔ امڑی کی شخصیت ایک پیچیدہ نفسیاتی ڈھانچے کے طور پر دکھائی گئی ہے ۔ امڑی کی اندرونی جدوجہد، اس کی کمزوریاں اور امڑی کی طاقتوں کی عکاسی بشری کے اس افسانے کے مرکزی نکتہ کو بہت مستحکم کر دیتی ہے جہاں دیکھا جائے تو امڑی کی ساس اور شوہر اگرچہ اس کے ساتھ تعاون نہیں کرتے مگر امڑی ماں کی محبت میں شدید مبتلا اپنی ماں کے سوگ پر خود سے باتیں کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔

بشری رحمان کے افسانے حقیقت پسندانہ انداز میں نظر آتے ہیں اس لیے بشری کے افسانے نہ صرف معاشرتی مسائل کو اجاگر کرتے ہیں بلکہ ذات کی پیچیدگیاں بھی ان کے افسانوں میں بیان ہوتی دکھائی دیتی ہیں۔

مشفق خواجہ کا بشری کے بارے کہنا ہے کہ:

" ناول اور افسانے میں بشری رحمان کمال فن کی جن بلندیوں تک پہنچتی ہیں اس کی مثالیں کم کم ملتی ہیں۔انھوں نے زندگی کا گہرا اور وسیع مشاہدہ کیا ہے۔ انسانی نفسیات کی پیچیدگی کا دقت نظر سے مطالعہ کیا ہے۔ معاشرے کے مختلف طبقوں کے مسائل، ان کی امنگوں اور آرزوں کو، ان کے خوابوں اور خوابوں کی اچھی بری تعبیروں کو سمجھنے اور سمجھانے کی مسلسل کوشش کی ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے کردار ہماری روزمرہ زندگی کی عکاسی کرتے ہیں۔"(۱۱)

بہشت کا تیسرا افسانہ "بددعا" آمنہ، صغرا بی بی، جعفر، ناصر اور ستارہ جیسے کرداروں پر مشتمل افسانہ ہے جس میں صغرا بی بی جو کہ ایک بیوہ عورت دکھائی گئی ہیں۔ صغرا بی بی کے دو بیٹے دکھائے گئے ہیں جن کا نام جعفر اور ناصر ہے۔ ستارہ ناصر کی بیوی ہے جبکہ آمنہ جعفر کی۔ بیوہ کی حویلی کے دو حصے الگ کئے گئے ہیں۔ ایک میں ناصر اور اس کی بیوی ستارہ رہتے ہیں اور دوسرے حصے میں جعفر اس کی ماں اور اب اس کی بیوی آمنہ صغرا بی بی کو لوگ پیر و مرشد کی طرح مانتے ہیں۔ یہ ایک انتہائی شریف قسم کا خاندان ہے مگر ناصر نے ستارہ جیسی ایک بدنام طبقے کی عورت سے شادی کر رکھی جس کی بدولت گھر کا ماحول بہت زیادہ الجھنوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ ستارہ جیسی فحش عورت اپنے خاوند کے کنٹرول سے بھی باہر دکھائی دیتی ہے۔ صغرا بی بی اس شادی کے مخالف تھیں مگر اپنے بیٹے ناصر کی پسند کے آگے مجبور دکھائی دیتی ہیں۔ ستارہ بیگم ناصر کے دو بچوں کی ماں بھی ہے اور ناصر بری طرح پھنس چکا ہے۔ جعفر بھی ستارہ کی بری حرکات کی وجہ سے شدید الجھن کا شکار دکھائی دیتا ہے مگر صغرا بی بی انتہائی صابر و شاکر قسم کی خاتون دکھائی گئی ہیں جو ستارہ جیسی عورت کی بے زبانی کے آگے خاموش اور جھکی ہوئی دکھائی گئی ہیں۔ ستارہ جیسی فحش عورت جعفر جیسے شریف شخص کو بھی اپنے جال میں پھنسا لیتی ہے۔ جعفر کے اعصاب پر رومانوی فلم کے نشہ چھا جانے کے سبب جب وہ ہوش و حواس کھو بیٹھتا ہے تو ستارہ

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.8.No.1 2025

موقع کو غنیمت جان کر اس کے قریب ہو کر اپنی عزت کو خود لٹوا لیتی ہے اور الزام جعفر کے سر ڈال دیتی ہے۔ جعفر وکالت کے شعبے سے تعلق رکھتا ہے۔اب عزت کے سبب ستارہ قدم قدم پر جعفر کو دھمکیاں دیتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ مثال ملاحظہ فرمائیے:

"تم نے اپنے بھائی کی عزت پر ہاتھ ڈالا ہے۔ تمہارے خاندان اور تمہاری مکاریاں، بہتری اسی میں ہے کہ تم اپنی زبان بند رکھو۔آنکھیں بند رکھو اور میرے اشاروں پر چلتے رہو"(۱۲)

اسطرح آئے روز دھمکیاں دینا ستارہ کا معمول بن جاتا ہے جعفر اسے بار بار احساس دلاتا ہے کہ وہ اس کے بھائی کی عزت ہے اور جعفر اور ستارہ کے درمیان احترام کا رشتہ ہے مگر ستارہ جیسی بدکردار عورت اپنے شوہر کا لحاظ بھی نہیں کرتی اور جعفر کو بلیک میل کرتے ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ ستارہ جیسی فحش عورت کے سبب صغرا بی بی کو جعفر کی شادی آمنہ سے کرنے پر کافی دشواری اور دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور یہی چیز جعفر اور آمنہ کے درمیان فاصلوں کا باعث بھی بنتی ہوئی دیکھی گئی ہے کیونکہ ستارہ جعفر کا پیچھا چھوڑنے پر آمادہ ہی نہیں ہوتی۔آمنہ جعفر کو سمجھاتے ہوئے تھک جاتی ہے اور ناصر ستارہ کے آگے بے بس ہو جاتا ہے۔ستارہ نے سب کا جینا اجیرن کیا ہوا ہوتا ہے۔

افسانہ میں ستارہ اور آمنہ کے درمیان جھگڑا اور لڑائی کا آغاز ہو جاتا ہے اور صغرا بی بی جب گھر کے آنگن کو جنگ وجدل سے بچانے کی کوشش کرتی ہیں تو ستارہ، صغرا بی بی کے گریبان کو پکڑ کر اس کے سر کو دیوار پر اتنے زور سے مارتی ہے کہ صغرا بی بی بے ہوش اور پھر شام تک موت کے منہ میں چلی جاتی ہے۔ جعفر گھر کو چھوڑ کر چلا جاتا ہے اور اسی وجہ سے آمنہ بھی میکے چلی جاتی ہے۔آمنہ کے ہاں ایک ننھی سے کلی جب جنم لیتی ہے تو آمنہ اپنے آپ سے کئی سوال کرتی ہے اور آخر میں جعفر خط کے ذریعے اپنی غلطیوں اور گناہوں کی تلافی کرتا ہے۔تو آمنہ گھر لوٹ آتی ہے مگر ستارہ پھر سے آمنہ کی دشمن بنتے ہوئے دیکھی گئی ہے۔ستارہ صبح شام ناصر کے پیچھے پڑی رہتی مگر ناصر خاموش دکھائی دیتا ہے۔

ستارہ کی بدکلامی سے تنگ آکر ناصر نیند کی گولی کھاتا ہے۔اور ستارہ چھری لا کر ناصر کے نرخرے پر پھیر دیتی ہے اور ناصر دم توڑ دیتا ہے اور یہی چھری جب وہ اپنے بچوں پر آزمانے لگتی ہے تو پولیس آجاتی ہے اور ستارہ جیل کی سلاخوں کے پیچھے چلی جاتی ہے۔

ستارہ اپنا سر خود سلاخوں کے ساتھ دے مارتی ہے جس کی بدولت اس کا دماغ الٹ جاتا ہے۔آخر میں ستارہ ایک پگلی کے روپ میں دکھائی گئی ہے اور سارا دن عریاں حالت میں گلی گلی کوچہ کوچہ پھرتی ہے اور غیرت کے سبب لوگ ستارہ کو لباس پہنا دیتے ہیں اور یوں ستارہ لوگوں کی رحم دلی کا نشانہ بنتے ہوئے دکھائی گئی ہے۔دن بھر گھومنے کے بعد رات کے وقت ستارہ ایک مزار پر آکر پناہ لیتی ہے۔ صبح کا اجالا ہوتا ہے تو ستارہ بددعا کی طرح مزار کی آغوش سے نکلتی ہے۔ جس مزار کی سمت ستارہ رات کے وقت لوٹتی ہے وہ مزار صغرا بی بی کے نام سے مشہور ہے۔ بشری رحمان کا افسانہ "بددعا" کا مرکزی موضوع انسانی رویے، دعا اور بددعا کے اثرات اور ظلم پر مبنی ہے۔افسانے میں صغرا بی بی اور آمنہ جیسی عورتوں کو دکھایا گیا ہے۔ جو صبر اور خاموشی کے ساتھ ہر ظلم کو سہتی ہیں۔افسانہ اس حقیقت کو بھی واضح کرتا ہے۔ کہ مظلوم کی آہ کبھی رائیگاں نہیں جاتی۔ بشری نے بڑے پر اثر انداز میں انسانی جذبات اور اخلاقی سبق کو پیش کیا ہے کہ دل سے نکلی ہوئی بددعا تقدیر کا رخ موڑ سکتی ہے۔"بددعا" افسانہ اردو ادب میں ایک اہم مقام رکھتا ہے اور یہ افسانہ انسانی نفسیات، رشتوں کی پیچیدگیاں اور معاشرتی تضادات کو نہایت باریک بینی سے اجاگر کرتا ہے۔

دیکھا جائے تو اس افسانہ میں ماں کی محبت، اولاد کی ناقدری اور بددعا جیسے جذباتی رد عمل دکھائے گئے ہیں۔

بشری رحمان نے اپنے افسانوں میں کرداروں کو حقیقت کے بہت قریب دکھایا ہے۔افسانے میں بددعا صرف ایک لفظ نہیں ہے۔ بلکہ غور کیا جائے تو یہ دکھ کی انتہا، ضمیر کی پکار اور رشتوں کی بے قدری کی علامت ہے۔نفسیاتی تجزیہ کو دیکھا جائے تو ماں کی شخصیت جو محبت کے جذبے

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

سے بھری ہوئی ہوتی ہے مگر جب اس کا دل ٹوٹتا ہے تو وہ بد دعا دے بیٹھتی ہے۔ محبت جب ٹھکرائی جاتی ہے تو وہ نفرت میں بھی بدل سکتی ہے یہاں تک کہ ماں جیسا عظیم رشتہ بھی۔

بد دعا ایک ایسا افسانہ ہے جو قاری کو اندر سے جھنجور کر رکھ دیتا ہے اور نہ صرف جذباتی سطح پر اثر انداز ہوتا ہے بلکہ سماجی پیغام بھی اس میں چھپا ہے کہ رشتوں کو سمجھنا چاہیے اور ان کی قدر کرنی چاہیے اور والدین کو بوجھ نہیں سمجھنا چاہیے۔افسانہ قاری کے دل پر ایک گہرا اثر چھوڑتا ہے رشتے صرف زبانی دعوں سے نہیں بلکہ عملی رویے نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

ماں کا کردار جہاں ہمدردی، قربانی اور جذبات کی عکاسی کرتا ہے تو اولاد کا کردار خود غرضی اور مفاد پرستی کی عکاسی کرتا ہے۔ بشری کے افسانوں کی زبان میں فصاحت اور روانی پائی جاتی ہے۔

بشری کا یہ افسانہ معاشرتی ناانصافیوں کے خلاف ایک خاموش احتجاج بھی ہے۔

مثال پیش خدمت ہے:

”صغرا بی بی نے چپ کا عارفانہ پیالہ پی رکھا تھا اس لئے آنکھوں سے دیکھتی اور کانوں سے سنتی رہ جاتیں“(۱۳)

مختصراً یہ کہ بشری رحمان کے افسانوں میں انتہا کی انفرادیت پائی جاتی ہے۔ محل وقوع کے مطابق زبان کو استعمال کرنا بشری کا ایک خوبصورت وصف ہے جس کی بدولت قاری افسانہ میں محو ہو جاتا ہے اور اس کی دلچسپی مزید بڑھ جاتی ہے۔بشری کے افسانے معاشرے میں خوبصورت شعور پیدا کرنے کا بہترین سبب ہیں۔

حواشی

(۱) بشری رحمان، ”یہ باتیں تیری یہ فسانے تیرے“ انٹرویوز بشری رحمان،لاہور، نستعلیق مطبوعات،۲۰۱۸،۱۸

(۲) ایضا،ٹائٹل پیج

(۳) بشری رحمان، نفس پیمانے،اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز،۲۰۱۳،۱۰

(۴) بشری رحمان، قلم کہانیاں،لاہور: خزینہ علم وادب،۲۰۰۴،ٹائٹل پیج۔

(۵) بشری رحمن،بہشت،لاہور ایم ایس پرنٹرز،۱۹۹۲،۱۳۶

(۶) ایضاً،۱۳۷

(۷) ایضاً،۱۳۸

(۸) ایضاً،۱۵۲

(۹) ایضاً،۱۵۲

(۱۰) ایضاً،۱۴۹

(۱۱) بشری رحمان،چپ،لاہور: دعا پبلی کیشنز،ٹائٹل پیج

(۱۲) بشری رحمان،بہشت،لاہور ایم ایس پرنٹرز،۱۹۹۲،۱۶۹

(۱۳) ایضاً،۱۶۵

❖❖❖